ڈاکٹر حمید اللہ اور ڈاکٹر یاسین مظہر صدیقی کا سیرت نگاری میں اسلوب و منہج، ایک تحقیقی جائزہ

Dr. Hamidullah and Dr. Yasin Mazhar Siddiqui's Style and Method in Seerat Nigari, A Research Review

Hafiz Muneeb ur Rehman
M.Phil Scholar, Dept. of Humanities & Social Sciences. Khawaja Fareed University of Engineering, Information and Technology. Rahim Yar Khan: Jam_muneeb@hotmail.com

Hafiz Ghulam Rasool Raza
PhD Scholar, Department of Islamic Studies & Sharia, My university, Islamabad: gh.rasulraza786@gmail.com

Dr. Shahid Habib
Assistant Professor), Khawaja Fareed University of Engineering & Information Technology (KFUEIT), Rahim Yar Khan: shahid.habib@kfueit.edu.pk

Abstract:

Dr. Muhammad Hamidullah was a prolific author whose imposing life in the field of writing was characteristically distinguished from other personalities and who devoted his life to religious and academic works and inspired many scholars for serving the cause of Islam. In modern times, it is also surprising enough for every scholar who observes the circumstances in which Dr. Hamidullah lived on one hand and the large number of valuable works produced by him about different subjects on the other hand with high academic standards. He has almost covered the whole range of Islamic studies in his writings and tried to explore true picture of Islam and its fundamental sciences. Although the dimensions of his works spread over all these spheres- theology, the holy Qur'an, Hadith, Fiqh, Islamic History and culture, ethics, politics, economics but hadith, Fiqh, Sirah and Islamic History were his favorite subjects. His contributions to these subjects were universally recognized in academic circles from the point of richness of material and high standard of research. In this research paper, an attempt is made to illustrate the life of Dr. Muhammad Hamidullah in a brief manner on theone hand and an analysis of his major works on Sirah has been discussed on the other hand. On the other hand, we are putting Dr. Yasin Mazhar Siddiqui in front. Your academic stature and especially your grasp of the sciences of life are enviable. Dr. Sahib started his writing journey in

history but then turned to biography with the praise of his father and then he became his real identity. He published several books in Arabic, Urdu, and English. In addition, about 500 papers were published in different journals on various topics, the most prominent of which is Sirat Tayyaba. Accustomed to living a very simple, but organized life, extremely sociable, devout, knowledgeable, kind, and possessed a very fluid pen.
Keywords: *Dr. Hamidullah, Dr. Yaseen Mazhar Siddiqi and Seerat Writing*

سیرت النبی ﷺ دنیا کا ایسا روشن چراغ ہے جس کو خالق کائنات نے انسانیت کی ہدایت ورہنمائی کے لئے روشن کیا اور پوری انسانیت کے سامنے اسوہ رسول ﷺ کو واحد ذریعہ نجات قرار دیا ہے۔ دنیا کے تمام ممالک اور ان ممالک میں بولی اور سمجھی جانے والی تمام اہم زبانوں میں آپ ﷺ کی سیرت نگاری کو جو تقدس عظمت وبلندی ملی، اردو، فارسی، عربی کتب میں سیرت نگاری پر بہت صدیوں کام چلتا آرہا ہے اور اس کام کو آگے بڑھاتے ہوئے ایک قابل ادب اور عظیم شخصیت نے جن کا نام ڈاکٹر محمد حمید اللہ ہے۔ جنہوں نے سیرت نگاری پر بہت کام کیا ہے اور ان کی ایک کاوش جس کا نام "محمد رسول اللہ ﷺ" جس پر ان کے کام کا جائزہ لیتے ہیں یہ کتاب ۳۲۰ صفحات پر مشتمل ہے اور ڈاکٹر صاحب نے اس کتاب میں آپ ﷺ کی تمام سیرت کو خوبصورت الفاظ میں بیان کر دیا ہے۔

ڈاکٹر محمد حمید اللہ کا اسلوب سیرت

ڈاکٹر صاحب نے کتاب کی ترتیب میں الفاظ کا خوبصورت چناؤ، جملوں کی شناخت روانی کے ساتھ بر قرار رکھا ہے۔ لفظوں کا انتخاب بہت خوبصورت ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنی کتاب میں جو سیرت کے رنگ خوبصورتی سے بکھیرے ہیں ان کی کوئی مثال نہیں ہے۔ اس کتاب کو ایک تسلسل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ ایک واقعہ کم از کم بھی ۲۰ سے ۳۰ صفحات پر مشتمل ہے اور ۳۲۰ صفحات پر ڈاکٹر صاحب نے ۱۶ عنوانات کو قلمبند کر کے پیش کر دیا۔ اس کتاب کی حسن ترتیب ڈاکٹر صاحب نے واقعات کے ساتھ نہیں بلکہ عنوانات سے کی ہے اور ان عنوانوں میں تمام واقعات کو ایک ساتھ بیان کر دیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے کتاب میں لکھا ہے کہ کاش ایسا ہوتا کہ میں اپنے آقا نبی ﷺ کے دور میں پیدا ہوتا تو کیا مبارک زندگی نصیب ہوتی مگر وہ اس بات کو بھی اپنے لیے فخر عظیم سمجھتے ہیں کہ جن کے وہ شاگرد رہ کر اس کتاب کو قلمبند کرتے رہے وہ ایک سچے عاشق رسول تھے کہ وہ ڈاکٹر صاحب کو ان خوبصورت موتیوں سے نوازتے تھے جو وہ کتاب میں سیرت پر قلمبند کرتے تھے۔

ڈاکٹر صاحب نے کتاب میں مشکل الفاظ کا چناؤ نہیں رکھا اور نہ ہی لفظوں کو مشکل انداز سے پیش کیا ہے۔ نہایت سادہ دلکش متاثر کن اور معنی خیز الفاظ لکھتے ہیں۔ جو کہ اس کتاب کی خوبصورتی میں چار چاند لگاتی ہیں اور ان کی

ترتیب کو بھی خاص دھیان میں رکھا گیا ہے اور اس کے ذریعے سے ہی وہ اس بات کو بھی واضح کر دیتے تھے کہ مشکل زبانوں کے الفاظ کو کتابوں سے دور رکھنے کی بھرپور کوشش کی گئی ہے۔

سیرت نگاری میں شعر سے استفادہ:

ڈاکٹر صاحب کے اسلوب تحریر میں ایک اور دلچسپ پہلو ڈاکٹر صاحب نے شاندار شاعری کو بھی اپنی تحریر میں جگہ دی ہے۔ مختلف واقعات سے متعلق شاعری کا انتخاب بھی آپ کی تحریر کا حصہ ہے۔ قرآنی حوالوں کے ساتھ ساتھ شاعری اور پوری پوری غزل بھی موجود ہے۔ جس سے آپ کی تحریر کی خوبصورتی میں کوئی کسر باقی نہیں رہتی ہے۔ مثلاً ڈاکٹر محمد حمید اللہ اپنی کتاب "رسول اللہ ﷺ بحثیت شارع و مقنن" میں علامہ اقبال کی مندرجہ ذیل غزل مکمل ذکر کی ہے۔:

لوح بھی تُو، قلم بھی تُو، تیرا وجود الکتاب
گنبدِ آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب
عالم آب و خاک میں تیرے ظہور سے فروغ
ذرہ ریگ کو دیا تُو نے طلوع آفتاب۔[1]

رموز او قاف کا استعمال:

ڈاکٹر صاحب کی تحریر کا ایک اور پہلو بریکٹ کا استعمال کرنا بھی ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے ایک بات کو مکمل کر کے دوسری بات میں اس کی علیحدگی کو واضح کرنے کے لئے بریکٹ کا استعمال کیا ہے اور دو طرح کی بریکٹ کو کتاب میں واضح کی ہے:

1۔()، 2۔[]

ان دو بریکٹ کے ذریعے ڈاکٹر صاحب نے واقعات کو ایک دوسرے میں شامل ہونے سے باز رکھا ہے اور ڈاکٹر صاحب نے ان بریکٹ کے ذریعے سے باتوں کو الگ الگ پیش کر دیا ہے اور ان کی نشاندہی سے بات الگ انداز میں بیان ہو جاتی ہے۔ مثلاً ڈاکٹر صاحب لفظ امن کی وضاحت کرتے ہوئے ان بریکٹ کا یوں استعمال کرتے ہیں۔

[1]- محمد حمید اللہ "رسول اللہ ﷺ بحثیت شارع و مقنن" شریعہ اکیڈمی بین الاقوامی یونیورسٹی اسلام آباد ص12

انگریزی میں لفظ امن کے لیے جو لفظ استعمال ہوتا ہے۔ وہ (Peace) ہے، امن (Peace)۔۔[2]

طوالت سے اجتناب:

ڈاکٹر حمید اللہ کی شخصیت ہی اتنی بااثر تھی تو ان کی کتاب تو خود دلچسپی کا مظہر ہو گی۔ بے جا طوالت کو ڈاکٹر صاحب ناپسند کرتے تھے محنت طلبی کو پسند کرتے تھے اور کتاب میں بھی اس کی خصوصیت کو واضح کیا ہوا ہے

بات کو گہرائی میں لے جا کر پیش کرنے سے گریز کیا گیا ہے اور اس میں مطابقت بھی رکھی گئی ہے۔ ہر انسان اس کو انداز میں پڑھ سکتا ہے۔ قارئین کے لئے بھی خصوصی توجہ رکھی گئی ہے۔ مشکل باتوں اور لفظوں سے پرہیز کیا گیا ہے۔ بات کو سادہ اور کھلے انداز میں بیان کیا گیا ہے اور یہی ڈاکٹر صاحب کی خصوصیات میں شامل رہا ہے

ڈاکٹر صاحب نے کتاب میں عنوان پیش کیے ہیں ان کو زیر بحث لاتے ہیں سب سے پہلے ڈاکٹر صاحب نے تعارفی کلمات کو کتاب میں درج کیا ہے جس میں انہوں نے آپ ﷺ کی تمام زندگی کو تعارفی انداز میں قلمبند کر دیا ہے۔

قدیم کتب سیرت کی اشاعت:

ڈاکٹر حمید اللہ کا ایک اور کارنامہ سیرت محمد بن اسحاق کی صحیح ترین اور مستند ترین کتاب کی اشاعت ہے ۔ محمد الفاسی " نقوش کے رسول نمبر " میں رقمطراز ہیں علامہ محقق استاد محمد حمید اللہ نے اس کتاب کو منصۂ شہود پر لانے اور اس کی طباعت میں جو کوشش کی ہے، میں اس کی تعریف و تحسین کئے بغیر رہ نہیں سکتا۔ انہوں نے اس کی تصحیح و مراجعت میں بزرگوں کے سے صبر کا مظاہرہ کیا ہے کیونکہ اس ضمن میں مغرب کے علاوہ دیگر علاقوں سے خط و کتابت مطلوب تھی اور اس کے لئے طویل عرصہ درکار تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے انہوں نے اس جلیل القدر کتاب کو پردہ اخفا سے نکال کر اس تحقیقی اور قیمتی اشاعت کا کام مکمل کر دیا ہے۔[3]

محمد طفیل لکھتے ہیں:

" جب میں نے ڈاکٹر حمید اللہ کو یہ لکھا کہ رسول نمبر کے لئے کوئی خاص چیز بھیجئے تو انہوں نے بتایا کہ سیرت ابن اسحاق دریافت ہوئی ہے مسودہ بھی تیار کر کے پبلشر کے حوالے کر دیا ہے مگر وہ ابھی تک نہیں چھپی پبلشر

---

[2]- محمد حمید اللہ "رسول امن ﷺ" مکتبہ دانیال جلال الدین بلڈنگ اردو بازار لاہور 2010 ص 12

[3]۔ طفیل محمد، نقوش، رسول نمبر، ادارہ فروغ اردو، لاہور،، تقدیم 11 / 232

کو خط لکھیئے کہ جلد چھاپ دے چھپ جائے تو آپ اس کا اردو ترجمہ شائع کر دیں۔ چنانچہ ایسا کیا گیا۔۔۔۔ ہم پہلے یہ جملہ پڑھتے تھے کہ ابن اسحاق نے یہ کہا۔ اب یوں پڑھیں گے کہ ابن اسحاق نے یہ لکھا۔[4]

ڈاکٹر صاحب کا اس سے بھی بڑھ کر جو کارنامہ ہے وہ ہے نادر و نایاب ذخیرہ حدیث صحیفہ ہمام بن منبہ کی تحقیق و اشاعت یہ حدیث کا قدیم ترین مجموعہ ہے۔ اسے حیدر آباد دکن سے دو تین مرتبہ شائع کیا گیا انگریزی ،فرانسیسی اور ترکی زبان میں اس کا ترجمہ ہو چکا ہے۔ پاکستان سے بھی ۱۹۵۶ میں اسے شائع کیا گیا۔ دمشق کی عربی اکادمی نے اپنے سہ ماہی مجلّہ المجمع العربی کے چار نمبروں میں بالاقساط جاری کیا۔ ڈاکٹر صاحب کے بڑے بھائی محمد حبیب اللہ نے اس کا اردو ترجمہ کیا۔ ڈاکٹر حمید اللہ نے ہمام بن منبہ کی احادیث کا بخاری و مسلم سے تخریج احادیث کا کام بھی انجام دیا۔ اس کے علاوہ ڈاکٹر حمید اللہ نے انقرہ یونیورسٹی کے کتب خانے سے ہمام بن منبہ کے شاگرد معمر بن راشد کا صحیفہ بھی ڈھونڈا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کا سیرت کے حوالے سے اور کارنامہ مشہور مورخ البلاذری کی سیرۃ النبی پر کتاب،، انساب الاشراف کی ناپید جلدوں کو مدون کرنا ہے۔

ڈاکٹر حمید اللہ نے جغرافیہ، سیرت اور عسکریات سیرت کا نہ صرف قدیم ترین ماخذ سے مطالعہ کیا بلکہ خود کئی ماہ مدینہ منورہ رہ کر غزوات نبوی کے مقامات کا مشاہدہ کیا۔ مقامات کو خود ناپ ناپ کر ان کے فاصلے متعین کئے اور نقشے تیار کئے۔

سیرت النبی ﷺ کا،، on the spot مطالعہ کرنا ہر کس و ناکس کے بس کی بات نہیں ہے ڈاکٹر حمید اللہ نے غزوات کے میدانوں کا خود معائنہ اور مشاہدہ کیا۔

سیرت نگاری میں ڈاکٹر محمد حمید اللہ کا سوالیہ انداز:

ڈاکٹر حمید اللہ جب غزوہ احد کے بارے لکھنے کے لئے قلم اٹھاتے ہیں تو انہیں یہ خیال جاگزیں ہوتا ہے کہ یہ مدینہ کے سامنے کی بجائے شہر کے پیچھے کیوں ہوئی؟ بس پھر کیا تھا، اس تشنگی کو بجھانے کے لیئے لکھنا ملتوی کر دیا۔ مکہ اور مدینہ کے تمام کتب خانے چھان مارے لوگوں سے گفتگو کی۔ مقامی بدوؤں سے ملاقاتیں کیں لیکن پتہ نہ چل سکا۔ بالآخر ایک کتاب ہاتھ لگی جس میں یہ درج تھا جب کفار مکہ جنگ کے لئے نکلے تو ان کے پاس تیز رفتار سواریاں تھیں

4۔ ایضا

انہوں نے طے کیا کہ سیدھے مدینہ کا رخ کرنے کی بجائے دور دور سے ہوتے ہوئے مدینہ کے پیچھے سے عقب میں حملہ کیا جائے ڈاکٹر صاحب کو تسلی ہوئی تو اپنی نامور کتاب "عہد نبوی کے میدان جنگ" مکمل کی۔[5]

خندق کے حوالے سے کہتے ہیں کہ یہ خندق اتنی چوڑی تھی کہ تیزی سے دوڑنے والا گھوڑا بھی اسے عبور نہ کر سکتا اور گہرائی اس قدر تھی کہ اندر کوئی آدمی ہو تو اپنے آپ باہر نہ آسکے۔

آپ کے نزدیک جنگ خندق کا خاتمہ ذیقعدہ کے شروع ہونے سے ہوا کیونکہ یہ شہر حرم کا آغاز تھا اور قریش اس ماہ میں،، مذہبا،، جنگ نہیں کر سکتے تھے۔

ڈاکٹر حمید اللہ لکھتے ہیں میری رائے میں محاصرے کی برخاستگی کی بڑی وجہ اور اصل وجہ یہی ہو گی ورنہ محض طوفان ابو سفیان جیسے مستقل مزاج شخص کو اپنی دھن سے پلٹنے میں شاید کامیاب نہ ہوتا۔ حنین کے بارے میں لکھتے ہیں کہ علاقہ طائف کے جنوب میں کافی فاصلے پر تھا نہ کہ عرب کے شمال میں جنگ بدر کے حوالہ سے ڈاکٹر حمید اللہ کا سوال ہے.

کہ کیا مسلمان ابو سفیان کے قافلے کے لئے نکلے تھے یا جنگ کے لئے ؟ وہ کہتے ہیں کہ مسلمان ابو سفیان کے قافلہ کو حاصل کرنا چاہتے تھے اس لئے وہ مدینہ سے روانہ ہوے اور بعد ازاں نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے بدر کے مقام پر جا کر ڈیرے ڈال دیئے اور وہیں رکے رہے۔

ان کے نزدیک یہ لوٹ لینا ڈاکہ کے مترادف نہیں کیونکہ،، ڈاکہ اس وقت سمجھا جائے گا جب یہ بے قصور اور لوٹنے والے حکومت نہیں بلکہ خانگی افراد ہوں اور دو سلطنتوں میں کشیدگی پر جان و مال و آبرو کے خلاف بھی ہر فریق دوسرے کو نقصان پہچانے کو پورا حق رکھتا ہے،،[6]

موصوف نے رسول اللہ ﷺ کی سیرت کے حوالے سے سوال اٹھایا ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ کی سیرت کا مطالعہ اب بھی کیوں ضروری ہے۔ جب کہ آپ کی وفات کو ساڑھے تیرہ صدیاں گزر چکی ہیں۔ علوم فنون میں بے انتہا ترقی ہو چکی ہے۔ متمدن قوموں کے ماحول اور تصور حیات میں زمین و آسمان کا فرق ہو چکا ہے۔ اور آپ بھی ہمارے جیسے انسان تھے۔[7]

---

[5] ۔The Battlefields of The prophet Hyderabad.Daccan ,1983

[6] ۔ محمد حمید اللہ، ڈاکٹر، عہد نبوی کے میدان جنگ، الہدی پبلی کیشنز، اگست 1998۔

[7] ۔ محمد حمید اللہ "رسول اللہ ﷺ کی سیاسی زندگی": نگارشات پبلیشرز 24 فزنگ روڑ لاہور 2008 مص 10

سیرت النبی ﷺ میں اچھوتا انداز تحریر

ڈاکٹر صاحب کا انداز تحقیق نہایت ہی عمدہ اور اچھوتا ہے۔ آپ نے نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی تاریخ پیدائش ۱۷جون۵۶۹ تحریری کی ہے حالانکہ دیگر سیرت نگار اسے ۵۷۱ بیان کرتے ہیں۔،، محمد رسول اللہ،، میں لکھتے ہیں:

"It was on Mondy 17th jun 569 of chirstan era , that a boy was born in an obscure part of the world at Macca , in the desert continent of Arabia"

ادبی اسلوب نگارش:

ڈاکٹر صاحب کی تحریر ادبی تحریر کا مقابلہ کرتی ہے ملاحظ ہو ایک اقتباس:

"۲۷ رمضان ۱۳ھ کو شہر مکہ کے مضافات میں جبل نور کے غار حرا سے ایک بجلی کوندی اور سینکڑوں سال سے حق کی تلاش میں انسان جس سرگردانی میں مبتلا تھا اس سے اسے نجات مل گئی۔ اپنے اور اپنے بنانے والے کے صحیح تعلقات اور اپنی زندگی کا مقصد معلوم کرنے کے سلسلے میں وہ من مانی باتوں اور من گھڑت ابہام جس تاریکی اور تاریکی میں گھسا چلا جارہا تھا اور مختلف ادوار میں کسی روزن سے ہلکی سی روشنی آنے کے بعد وہ پھر جلد ہی جس بھول بھلیاں میں پھنس جاتا تھا اسے اس سے باہر آنے کا راستہ مل گیا اور اس نے یہ عجیب چیز محسوس کی کہ وہ اب تک غار کے دروازے میں اندر کی طرف منہ کئے کھڑے ہے اس نے منہ دوسری طرف کیا اور توحید کے روشن میدان میں نکل آیا۔"[8]

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

"میں ایک صحرا میں ہوں جہاں کتابوں کا پانی نہ ملنے کی وجہ سے وضو کی جگہ تیمّم کرنا پڑا ہے۔"[9]

تحریر کی دلکشی کا انداز اس پیراگراف سے ملاحظ ،، ایرانیوں کو اپنے گورے رنگ پر اتنا ناز تھا کہ حبشیوں اور ہندوؤں کو کوے کہا کرتے تھے۔ عربوں کو اپنی زبان کی ساخت اور مفہوم کی ادائیگی کی صلاحیت پر اتنا ناز تھا کہ اپنے سوا ساری دنیا کو گونگا سمجھتے تھے۔[10]

---

[8] ۔ محمد حمید اللہ "رسول اللہ ﷺ کی سیاسی زندگی": نگارشات پبلیشرز 24 فرنگ روڈ لاہور 2008 مص 12

[9] ۔ ایضاص 276

[10] ۔ ایضاص، 289

سیرت کے مطالعہ کی اہمیت کو اجاگر کرنا:

ڈاکٹر حمید اللہ نے رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی،، میں ایک سوال اٹھایا ہے کہ رسول اسلام ﷺ کی سیرت کا مطالعہ اب بھی کیوں ضروری ہے۔

ڈاکٹر حمید اللہ نے اس بات کا جواب اس انداز سے دیا ہے کہ سیرت کے مطالعہ کی اہمیت ایک بار پھر بڑھ گئی ہے:،، یوں تو کسی مسلمان کی زندگی اسی وقت اسلامی کہلاتی ہے جب وہ قرآن مجید کے احکام کے مطابق ہو لیکن قرآن نے خود متعدد جگہوں پر سنت نبوی کی قانونی حیثیت کو تسلیم کیا ہے اور اسے واجب التعمیل قرار دیا ہے۔ اس سے سنت نبوی ﷺ کی حیثیت بھی جزو قرآن نہیں تو کم از کم جن چیزوں کو آپ ﷺ نے اپنے صحابہ میں بر قرار رکھا ان سب پر عمل کرنا اتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ خود احکام قرآنی پر ہے۔[11]

غیر مسلم کے لئے مطالعہ سیرت کیوں ضروری ہے۔ ڈاکٹر صاحب رقمطراز ہیں:

"جب ہم سے کوئی شخص یہ بیان کرے کہ میں تمہارے فائدے کی بات کرنا چاہتا ہوں تو کون عقل سلیم رکھنے والا ایسا ہے جو اس بات کو سننے سے انکار کر دے نبی کریم ﷺ نے اپنی زندگی میں پہلی مرتبہ جب یہ فرمایا تھا کہ میں تمام عالموں کے لئے رحمت بن کر آیا ہوں اور میرے لائے ہوے دین کے بغیر دنیا اور آخرت کی بھلائی حقیقت میں نصیب نہیں ہو سکتی تو اوچھی طبیعت رکھنے والوں نے ٹھٹھول شروع کیا اور مخالفت پر اتر آئے اور سنجیدہ لوگوں نے اس کے بر خلاف دین اسلام کے بارے سوال کیے پھر جواب اور توضیح پر ٹھنڈے دل سے غور کیا جس کی رائے میں بات معقول تھی اس نے اس دین کو قبول کر لیا۔"[12]

ڈاکٹر حمید اللہ تقابلی انداز میں گفتگو کرتے ہوئے سیرت کی اہمیت یوں ابھارتے ہیں:

"سکندر اعظم، نپولین، ہٹلر کی زندگی صرف ایک سپہ سالار اور فاتح کے لئے مفید مواد مطالعے کے لئے پیش کر سکتی ہے، گوتم بدھ کی زندگی ریاضت و عبادت میں دلچسپی رکھنے والوں کے لیے صرف ایک شاعر تھا۔ افلاطون وارسطو حکیم و فلسفی تھے۔ اس کے بر خلاف نبی کریم ﷺ کی زندگی کو اگر دیکھا جائے تو اس کی ہمہ جہتی حیثیت، قول و فعل کی یکسانی، معقول علمیت اور سب سے بڑھ کر یہ کہ زندگی ہی میں کامیابی کے لحاظ سے ایک بے نظیر چیز ہے۔"[13]

---

[11]۔ ایضا، ص140

[12]- Muhammad Rasulullah ,idara islamit 190. Anarkil.lahore 21-19

[13]۔ ایضاص، 16

ڈاکٹر محمد یٰسین مظہر کی سیرت نگاری کا اسلوب نگارش:

ڈاکٹر موصوف کی سیرت نگاری کے اسلوب کو درج ذیل عنوانات کے تحت بیان کیا جاسکتا ہے:

سیرت کے بنیادی مآخذ سے استفادہ:

ڈاکٹر موصوف سیرت نگاری میں جو تنوع رکھتے ہیں اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ وہ سیرت نگاری کے اساسی اور بنیادی مصادر سے استفادہ کرتے ہیں۔ ان میں احادیث اصحاح ستہ، شروح صحاح، معازی ابن اسحاق، واقدی اور دیگر قدیم مآخذ پر ڈاکٹر صاحب کی گہری نظر ہے۔

مآخذ اور مواد کا تجزیہ:

ڈاکٹر موصوف مآخذ سیرت پر سرسری نگاہ ہی نہیں ڈالتے بلکہ وقت نظر سے مطالعہ کرتے ہیں بلکہ مواد کا خوب تجزیہ کرتے ہیں اختلاف وتعارض کو رفع کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اگر یہ کہا جائے کہ ڈاکٹر موصوف تجزیاتی پہلو میں اجتہادی بصیرت کے حامل ہیں تو بے جانہ ہو گا۔

تنوع اور جدت:

ڈاکٹر موصوف کی سیرت نگاری میں ایک تنوع پایا جاتا ہے۔ بالعموم یہ سمجھ لیا گیا ہے کہ جو کچھ متقدمین سیرت نے لکھ دیا ہے اس کے حواشی اور توضیحات پر اکتفاء کیا جاسکتا ہے۔ انے والے سیرت نگاروں کے لیے کوئی نیا موضوع اور میدان موجود نہیں ہے۔ مگر ڈاکٹر صاحب جب قلم اٹھاتے ہیں تو بیسیوں نئے موضوعات اپنے جلو میں لیے ہوتے ہیں۔ یہ پہلو محققین کے لیے مہمیز کا کام دیتا ہے۔

مکی عہد نبوی ﷺ کا خصوصی مطالعہ:

بالعموم سیرت نگار مکی دور پر بہت کم توجہ دیتے ہیں اور سرسر طور پر گذر کر مدنی عہد پر سیر حاصل بحث کرتے ہیں۔ ڈاکٹر موصوف نے مکی عہد بالخصوص اپنی تحقیقات کا موضوع بنایا ہے۔ اور اس پر قابل قدر مواد جمع کر دیا ہے۔ اور مزید بھی ارادہ رکھتے ہیں۔ صرف یہی نہیں بلکہ مکی زندگی سے مختلف امور کا بھی استنباط کرتے ہیں جو ان کی سیرت نگاری کی انفرادی خصوصیت ہے۔

سماجیات وتہذیب کا گہرا مطالعہ:

ڈاکٹر موصوف اپنی کتب سیرت میں نبوی ﷺ معاشریات، اقتصات اور تہذیب کے ایسے پہلوؤں کو منظر عام پر لارہے ہیں جو ابھی تک تشنہ طلب ہیں اور آج کی عصری تہذیبی تحدیات میں ان کی ضرورت بھی ہے۔ اس

کی ایک بنیادی وجہ یہ ہے کہ آج کے دور میں نبوی معاشرت کو عملی شکل میں دیکھنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ چنانچہ ایسے پہلوؤں کو آج کی نوجوان نسل کے سامنے لانا از حد ضروری ہے تاکہ اسوہ حسنہ پورے طور پر واضح ہو سکے۔ مثلاً عہد نبوی کے کھانے، عہد نبوی ﷺ کے مشروبات، عہد نبوی کے کپڑے اور لباس، عہد نبوی ﷺ میں غیر مسلموں سے تعلقات وغیرہ، اسی طرح عہد نبوی میں خواتین کی سماجی سرگرمیوں کا دلچسپ مطالعہ پیش کیا ہے مثلاً غزوات نبوی میں خواتین کی شرکت، خواتین بیت نبوی ﷺ میں، اختلاط مرد وزن کے اصول نبوی ﷺ۔ یہ اور اس طرح کے دیگر پہلو یقیناً ایسے ہیں کہ عالم گیر معاشرے کے لیے اسوہ حسنہ کا پلو پوری طرح عیاں ہو جاتا ہے اور اسلام کی آفاقی، تہذیب ہر دور کے تقاضے پورے کرتی نظر آتی ہے۔

ڈاکٹر یٰسین مظہر صدیقی کا اسلوب سیرت

ڈاکٹر یٰسین مظہر صدیقی نے سیرت نگاری میں متعدد مقاص کے لیے آیات قرآنیہ کو ذکر کیا ہے۔ واقعات سیرت بیان کرنے کے بعد فوائد، اسرار و نکات، غزوات کے واقعات، واقعات سیرت کی ثقاہت، نبی اکرم ﷺ کی پیشین گوئیوں کا ذکر رد مذاہب باطلہ، فضائل نبوی اور بعض مسائل کا استنباط، یہ وہ عنوانات ہیں جن کو بیان کرنے کے لیے ڈاکٹر یٰسین مظہر صدیقی نے قرآنی آیات ذکر کی ہیں ذیل میں چند ایک وجوہات کا جائزہ لیا جارہا ہے۔

آیات قرآنیہ سے استدلال:

ڈاکٹر یٰسین مظہر صدیقی نے نبی اکرم ﷺ کے دو اسماء گرامی محمد اور احمد کی وضاحت اور عظمت بیان کرنے کے بعد پانچ قرآنی آیات کے ذریعے ختم نبوت پر استدلال کیا ہے۔ آیات درج ذیل ہیں۔

﴿ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴾[14]

ان کے درمیان حق کا فیصلہ کر دیا گیا ہے۔

﴿ الْحَمْدُ لِلّٰه رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾15

اور اہل جنت کی آخری دعا یہ ہو گی الحمد اللہ رب العالمین۔

﴿ فقطع دابر القوم الذين ظلموا ۚ والحمد لله رب العالمين﴾16

---

[14] -الزمر:05

[15] -یونس:10

[16] -الانعام:45

ظالموں کی جڑ کات دی گئی اور الحمد للہ العالمین۔

﴿ كُلُوا مِن رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوا لَهُ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَرَبٌّ غَفُورٌ ﴾17"

اللہ کے رزق کو کھاؤ اور شکر کر" آیات قرآنیہ کے بیان کرنے کے بعد ان سے ڈاکٹر یسین مظہر صدیقی نے درج ذیل استدلال کیا ہے۔

"غرض یہ کہ آیات قرآنیہ اور کلمات قدسیہ سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ حمد کسی شے کے اختتام ہی کے بعد ہوتی ہے، اس لیے حق جل شانہ نے آپ کا نام محمد اور احمد رکھا تا کہ انقطاعِ وحی اور اختتام نبوت ورسالت کی جانب مشیر ہو"[18]

فوائد، اسرار ونکات

ڈاکٹر یسین مظہر صدیقی نے اپنی تصنیف میں واقعات سیرت کے ضمن میں فوائد، اسرار ونکات بیان کیے ہیں۔ ان اسرار ونکات اور لطائف کے بیان میں ڈاکٹر یسین مظہر صدیقی کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ آیات قرآنیہ کی روشنی میں ان کو ثابت کرتے ہیں۔ ذیل میں چند ایک مقامات کو مختصر ذکر کیا جارہا ہے:

مثال نمبر1:

سیرت نگاری جلد اول صفحہ نمبر 205 پر ہے نبی اکرم ﷺ نے ابو طالب کو کہا کہ اے چچا اگر یہ لوگ میرے دائیں ہاتھ میں آفتاب اور بائیں ہاتھ میں ماہتاب بھی لا کر رکھ دیں اور یہ کہیں کہ اس کام کو چھوڑ دو تو میں ہر گز نہ چھوڑوں گا۔ اس روایت کو بیان کرنے کے بعد سورۃ توبہ کی آیات نکتہ کے عنوان کے تحت ذکر کیا ہے۔

﴿ يُرِيدُونَ أَنْ يُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَيَأْبَى اللَّهُ إِلَّا أَنْ يُتِمَّ نُورَهُ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ﴾[19]

اس آیت سے استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

---

[17] - السبا:15

[18] - صدیقی، یسین مظہر پروفیسر ڈاکٹر، اندلس میں علوم قراءت کا ارتقاء، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ 1998ء، 1/91

[19] - التوبہ:32

"رسول اللہ ﷺ نے آفتاب اور ماہتاب کا ذکر فرمایا اور بتلا دیا کہ جس نور مبین کو میں لے کر آیا ہوں اس کے سامنے آفتاب اور ماہتاب کے ساتھ ہے۔ لہذا تم احمقوں کے کہنے سے میں نور اعلیٰ کو چھوڑ کر نور ادنی کیسے اختیار کر سکتا ہوں۔[20]

مثال نمبر 2

اسی طرح فوائد لطائف کے ضمن میں لکھتے ہیں:

"منصب نبوت و رسالت کی سرفرازی کے لیے چالیس سال کا سن اس لیے تجویز کی گیا کہ انسان کی قوائے جسمانیہ اور روحانیہ چالیس سال کی عمر مین حد کمال کو پہنچتے ہیں۔

﴿ حَتَّى إِذَا بَلَغَ أَشُدَّهُ وَبَلَغَ أَرْبَعِينَ سَنَةً ﴾[21] [22]

اس آیت سے استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"رسول اللہ ﷺ نے آفتاب اور ماہتاب کا ذکر فرمایا اور بتلا دیا کہ جس نور مبین کو میں لے کر آیا ہوں اس کے سامنے آفتاب اور ماہتاب کی بھی کوئی حقیقت نہیں، آفتاب اور ماہتاب کو اس نور مبین کے ساتھ وہ نسبت بھی نہیں جو ذرہ کو آفتاب کے ساتھ ہے۔ لہذا تم احمقوں کے کہنے سے میں نور اعلیٰ کو چھوڑ کر نور ادنیٰ کیسے اختیار کر سکتا ہوں۔"

مثال نمبر 3

غزوہ بدر میں حافظ جلال الدین سیوطی کے حوالے سے لکھا ہے کہ صحیح روایات کے مطابق فرشتوں کے عماموں کا رنگ زرد تھا۔ اس کے بعد قرآنی آیت کی روشنی میں یہ نکتہ بیان کیا ہے:

"عجب نہیں کہ فرشتوں کے عماموں کا زرد رنگ مسلمانوں کی فرحت و مسرت کے لیے رکھا گیا ہو۔ اس لیے زرد رنگ کو دیکھ کر فرحت و مسرت ہوتی ہے۔ کما قال تعالیٰ:

---

[20]- صدیقی، یٰسین مظہر پروفیسر ڈاکٹر، بعثت سے قبل عصمت نبوی ﷺ ششماہی مجلہ جہات الاسلام، کلیہ علوم اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی لاہور، جلد ا، شمارہ 2، 2008ء

[21]- الاحقاف: 15

[22]- صدیقی، یٰسین مظہر پروفیسر ڈاکٹر، نبوت محمدی کی افاقیت: آغاز اعلان توقیت۔ جہات الاسلام، 2008ء، ص 55

﴿صَفْرَاءُ فَاقِعٌ لَوْنُهَا تَسُرُّ النَّاظِرِينَ ﴾[23]

دیکھنے والوں کو فرحت اور مسرت بخشتا ہے[24]

مثال نمبر4:

ایک مقام لطائف و معارف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"حق جل و علا کی یہ سنت ہے کہ فتح و نصرت کا خلعت اہل تواضع اور اہل انکساری ہی کو عطا ہوتا ہے کما قال تعالیٰ:﴿ وَنُرِيدُ أَنْ نَمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا فِي الْأَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِينَ وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَنُرِيَ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَجُنُودَهُمَا مِنْهُمْ مَا كَانُوا يَحْذَرُونَ ﴾ [25]

چناچہ غزوہ بدر میں فتح اور غزوہ احد میں شکست کا یہی راز تھا کما قال تعالیٰ:

﴿ وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ بِبَدْرٍ وَأَنْتُمْ أَذِلَّةٌ فَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ 26﴾[27]

غزوات نبوی کے ضمن میں آیات قرآنیہ کا ذکر

ڈاکٹر یٰسین مظہر صدیقی نے غزوات نبوی بالخصوص غزوہ بدر، احد اور حنین کو مکمل طور پر قرآنی آیات کی روشنی میں بیان کیا ہے۔ جنگ کے آغاز سے قبل جب نبی اکرم ﷺ ان صحابہ کرام سے مشورہ کیا اور انصار و مہاجرین نے ہر حال میں ثابت قدم رہنے کا اظہار و اقرار کیا تو نبی اکرم ﷺ نے مسلمانوں کو بشارت دی اور آیت مبارکہ پڑھ کر سنائی۔ ڈاکٹر یسین مظہر صدیقی نے اس کو درج ذیل انداز میں ذکر کیا ہے:

"اللہ تعالیٰ نے مجھ سے یہ وعدہ فرمایا ہے کہ ابو جہل یا ابو سفیان کی دو جماعتوں میں سے کسی ایک جماعت پر ضرور فتح و نصرت عطا کروں گا۔ اور مجھ کو قوم کفار کے پچھاڑے جانے کی جگہیں دکھلا دی گئی ہیں کہ فلاں جگہ اور فلاں شخص فلاں جگہ پچھاڑا جائے گا قال اللہ تعالیٰ۔

---

[23] -البقرہ:69

[24] -صدیقی، یٰسین مظہر پروفیسر ڈاکٹر، تفسیر سورۃ الحمد، عہد بہ عہد، نقوش، لاہور قرآن نمبر1998ء، ص14

[25] -القصص:65

[26] -ال عمران:15

[27] -صدیقی، یٰسین مظہر پروفیسر ڈاکٹر، توحید الٰہی اور مفسرین کرام (نقوش، لاہور قرآن نمبر)2000ء، ص45

﴿ وَإِذْ يَعِدُكُمُ اللَّهُ إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ أَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّونَ أَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُونُ لَكُمْ وَيُرِيدُ اللَّهُ أَنْ يُحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكَافِرِينَ ﴾[28]

اور اس وقت کو یاد کرو کہ جب اللہ تم سے یہ وعدہ کرتا تھا کہ کافروں کی دو جماعتوں میں سے ایک جماعت تم کو دے گا اور تم یہ پسند کرتے ہو کہ گیر ذی شوکت جماعت تم کو ملے اور اللہ کا ارادہ یہ ہے کہ حق کو اپنی آیات سے ثابت کرے اور کافروں کی جڑ کاٹ دی تا کہ حق کا حق ہونا اور باطل کا باطل ہونا ظاہر طور پر واضح ہو جائے۔"[29]

مثال نمبر2

غزوہ بدر میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی مدد فرمائی۔ ڈاکٹر یسین مظہر صدیقی نے آیت کریمہ کو درج ذیل انداز میں نقل کیا ہے:

"ادھر رسول اللہ ﷺ مع اپنے اصحاب کے بدر پہنچ گئے مگر قریش نے پہلے پہنچ کر پانی کے چشمہ پر قبضہ کر لیا اور مناسب موقعوں کو اپنے لیے چھانٹ لیا، بخلاف مسلمانوں کے کہ ان کو نہ پانی ملا اور نہ جگہ مناسب ملی، ریتلا میدان تھا جہاں چلنا ہی دشوار تھا، ریت میں پیر دھنس دھنس جاتے، حق جل وعلا نے باران رحمت نازل فرمائی جس سے تمام ریت جم گئی اور پانی جمع کرنے کے لیے مسلمانوں نے چھوٹے چھوٹے حوض بنائے تا کہ پانی وضو اور غسل کے کام آسکے۔ سورۃ الانفال میں حق تعالیٰ شانہ نے اس احسان کا ذکر فرمایا ہے:

﴿ إِذْ يُغَشِّيكُمُ النُّعَاسَ أَمَنَةً مِنْهُ وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً لِيُطَهِّرَكُمْ بِهِ وَيُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّيْطَانِ وَلِيَرْبِطَ عَلَى قُلُوبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْأَقْدَامَ ﴾[30]

اور اللہ تعالیٰ تم پر آسمان سے پانی برسا رہا تھا تا کہ تم کو پاک کر دے ار تم سے شیطان کی گندگی دور کر دے اور تا کہ تمہارے دلوں کو مضبوط کر دے اور تمہارے قدموں کو جما دے۔"[31]

---

[28] – الانفال:8، 7

[29] – صدیقی، یٰسین مظہر پروفیسر ڈاکٹر، توحید الٰہی اور مفسرین کرام (نقوش، لاہور قرآن نمبر) 2000ء، ص35

[30] – الانفال:11

[31] – صدیقی، یٰسین مظہر پروفیسر ڈاکٹر، بعثت سے قبل عصمت نبوی ﷺ ششماہی مجلہ جہات الاسلام، کلیہ علوم اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی لاہور، جلد ا، شمارہ2، 2008ء

اسی طرح سورۃ الانفال آیت نمبر 10 میں فرشتوں کے ذریعے مسلمانوں کی مدد کا ذکر ہے اس آیت مبارکہ کو بھ اپنے مقام پر ذکر کیا گیا ہے۔ اسیر طرح سورۃ انفال کی آیت نمبر 19 کو ذکر کیا گیا ہے جبکہ ابو جہل نے دعا مانگی تھی کہ ہم میں سے جو تیرے نزدیک سب سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہو آج اسکو فتح و نصرت دے۔

مسائل کا استنباط (قرآن آیات کی روشنی میں)

ڈاکٹر یٰسین مظہر صدیقی نے سیرت کے واقعات بیان کرتے ہوئے متعدد مقامات پر مسائل کا استنباط کیا ہے۔ یہ بلا شبہ سیرت نگاری کا فقیہانہ اسلوب ہے۔ جس کے بارے میں عصر حاضر کے نامور محقق ڈاکٹر محمود احمد غازی فرماتے ہیں:

"فقہیانہ اسلوب کی پیروی کرتے ہوئے ڈاکٹر یٰسین مظہر صدیقی نے سیرت کے واقعات پر اس انداز سے روشنی ڈالی جائے کہ ان سے کون سے فقہی احکام نکلتے ہیں۔"[32]

فقہیانہ اسلوب کی پیروی کرتے ہوئے ڈاکٹر یٰسین مظہر صدیقی نے سیرت کے واقعات سے بیشتر مقامات پر مسائل مستنبط کیے ہیں اس ضمن میں ڈاکٹر یٰسین مظہر صدیقی نے قرآنی آیات کا حوالہ بھی دلیل کے طور پر دیا ہے۔ چند ایک اقتباسات ذکر کیے جا رہے ہیں:

مثال نمبر 1:

معراج کی رات حضرات انبیاء نے اور ملا کہ نے حضور ﷺ کی اقتداء میں نماز ادا کی اس ضمن میں قرات خلف الامام پر ان الفاظ میں بحث کرتے ہیں۔

"حضرات انبیاء نے اور ملائکہ نے حضور ﷺ کی اقتداء میں نماز پڑھی ظاہر یہ ہے کہ سب نے خاموشی کے ساتھ آپ ﷺ کی قراءت کو سنا کسی کا آپ کے پیچھے پڑھنا کہیں ثابت نہیں۔ اور قرآن کریم کا حق بھی یہی ہے کہ اسے خاموشی سے سنا جائے۔

﴿ وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴾[33]

---

[32]- محمود احمد غازی، محاضرات سیرت، الفیصل ناشران و تاجران کتب، اردو بازار لاہور، 2007، ص202، 203

[33]- الاعراف:204

میں رحمت کا وعدہ منصتین کے لیے ہے اور امام کے ساتھ پڑھنے والوں کے لیے رحمت کا وعدہ نہیں اسی وجہ سے امام ابو حنیفہ قرات خلف الامام کے قائل نہیں۔"[34]

دیگر احکام جو مستنبط کیے گئے ہیں اور ان کے دلائل میں قرآنی آیات نقل کی گئی ہیں ان میں کفار سے صلح کی اجازت، (جلد 2 صفحہ نمبر 390) اشہر حرام میں قتال، تقسیم اراضی، ممنوعات خیبر، تحریمہ متعہ (جلد 2 صفحہ 418) اہل علم کی تعظیم (جلد 3 صفحہ 36) وغیرہ اہم مسائل ہیں۔

بشارت انبیاء کے تحت آیات قرآنیہ کا ذکر

نبی اکرم ﷺ کی آمد سے پہلے ہی سابقہ انبیاء نے آپ ﷺ کے متعلق اپنی اپنی امتوں کو بشارتیں دی تھیں۔ جن کا ذکر ان کے صحائف میں ملتا ہے۔ اہل کتاب کے بہت سے علماء ان بشارتوں کا ذکر کرتے تھے لیکن جب نبی آخر الزماں ﷺ تشریف لے کر آئے تو اکثر اہل کتاب ازراہ حسد و عناد آپ کی مخالفت پر کمربستہ ہو گئے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ لَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَه كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ﴾ [35]

جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی وہ آپ کو پہچانتے ہیں جس طرح اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔ اور بے شک ان میں سے ایک گروہ حق کو چھپاتا ہے حالانکہ وہ خوب جانتے ہیں۔

ڈاکٹر یٰسین مظہر صدیقی نے سیرت نگاری میں انبیاء سابقین کی پیشین گوئیوں کا تذکرہ کیا ہے۔ اور ان پیشین گوئیوں کے ثبوت میں آیات قرآنیہ کا ذکر کیا ہے۔ اور یہود و نصاریٰ نے اپنے انبیاء کی بشارت میں جو تحریف کر لی تھی اس کا ذکر کیا ہے۔ اس ضمن میں تقریباً سو صفحات کی بحث میں تریسٹھ (63) آیات قرآنیہ ذکر ہیں۔

آیات قرآنیہ کے بیان میں ڈاکٹر یٰسین مظہر صدیقی کا اسلوب:

سیرت نگاری میں ڈاکٹر یٰسین مظہر صدیقی نے بکثرت آیات قرآنیہ ذکر کی ہیں تقریباً تمام ہی ابواب و فصول میں قرآنی آیات نقل کی گئی ہیں۔ سیرت النبی ﷺ کا آغاز ہی ﴿لقد جاء کم رسول من انفسکم﴾ کی آیت مطہرہ سے کیا ہے۔ سیرت کے متعدد واقعات میں جن مواقع پر آیات نازل ہوتی رہیں ان کا ان کے مقام پر ذکر

---

[34]- صدیقی، یٰسین مظہر پروفیسر ڈاکٹر، خطبات سیرت زیر اہتمام ادارہ تحقیقات اسلامی (اسلام آباد)، ص 121

[35]- البقرہ:146

کیا ہے۔ بالخصوص مختلف صحابہ کی شان، کفار کی تہدید اور غزوات (غزوہ بدر احد اور حنین) میں نازل ہونے والی آیات کو ذکر کیا ہے آیات قرآنیہ کے بیان، تفسیر اور استدلال میں ڈاکٹر یسین مظہر صدیقی نے درج ذیل اسلوب اختیار کیا ہے۔

آیات قرآنیہ کا شان نزول:

صاحب سیرت نگاری بعض اوقات آیات قرآنیہ کا شان نزول بیان کرتے ہیں:

مثال نمبر1:

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کی برات میں نازل ہونے والی آیات کے بارے میں لکھتے ہیں۔

"جب منافقین نے ام المومنین عائشہ صدیقہ پر تہمت لگائی تو حضرت حق جل شانہ نے صدیقہ بنت صدیق کی برات میں سورۃ نور کی دس آیتیں نازل فرمائیں۔ ان میں ایک آیت یہ بھی ہے:

﴿ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِي مَا أَفَضْتُمْ فِيهِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴾[36]

سنتے ہی کیوں نہ کہ دیا کہ سبحان اللہ یہ بہتان عظیم ہے ہم اس میں لب کشائی نہیں کر سکتے۔"[37]

مثال نمبر2:

ایک دوسرے مقام پر حضرت صہیب رومی کی ہجرت مدینہ کا واقعہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

کہ جب حضرت صہیب اپنا سارا مال و متاع قریش مکہ کے حوالے کر کے مدینہ منورہ پہنچے اور آپ کی خدمت میں تمام واقعہ بیان کیا۔ "آپ ﷺ نے یہ فرمایا ﴿ربح البیع﴾ (صہیب نے اس بیع میں خوب نفع کمایا) کہ فانی کو چھوڑ کر باقی کو اختاری کیا اور حق جل شانہ نے اس بارے میں یہ آیت نازل فرمائی۔

﴿ أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا لَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ (107) أَمْ تُرِيدُونَ أَنْ تَسْأَلُوا رَسُولَكُمْ كَمَا سُئِلَ مُوسَى مِنْ قَبْلُ وَمَنْ يَتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْإِيمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ ﴾ [38]

---

[36] -النور14

[37] -صدیقی، یسین مظہر پروفیسر ڈاکٹر، مکی عہد نبوی ﷺ میں مسلم آبادی، ایک تجزیاتی مطالعہ۔ تحقیقات اسلامی 1987ء، ص 11

[38] -البقرہ:207108

اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں کہ اپنی جان کو فروخت کر دیتے ہیں محض اللہ کی رضامندی کی طلب میں اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر مہربان ہے"[39]

مثال نمبر3:

حضرت صہیب، عمار، ابو فائدہ اور عامر بن فہیرہ وغیرہم کے بارے میں قریش مکہ کی داستان ظلم سپرد قلم کرتے ہوئے ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں:

"عمر بن حکم سے مروی ہے کہ مشرکین مکہ حضرت صہیب، عمار ابو فائدہ اور عامر بن فہیرہ کو اس قدر تکلیفیں دیتے کہ بے خود اور بے ہوش ہو جاتے تھے اور بے خودی کا یہ عالم تھا کہ یہ بھی خبر نہ رہتی تھی کہ ہماری زبانوں سے کیا نکل رہا ہے۔ اس پر یہ آیت شریفہ نازل ہوئی

﴿ ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جٰهَدُوْا وَ صَبَرُوْٓاۙ-اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴾[40]

تحقیق تیرا پروردگار ان لوگوں کے لے کہ جنہوں نے طرح طرح کے مصائب اور فتنوں کے بعد ہجرت کی اور پھر جہاد کیا اور صبر کیا ان باتوں کے بعد تیرا رب ان کی مغفرت کرنے والا اور ان پر رحمت کرنے والا" یہ آیت انہیں حضرات کے بارے میں نازل فرمائی۔"[41]

مثال نمبر4:

عاص بن وائل سہمی کے بارے نازل ہونے والی آیت کا ذکر درج ذیل انداز میں کیا ہے:

"عاص بن وائل حضرت عمرو بن العاص کے والد ہیں۔ یہ بھی ان لوگوں میں سے تھے جو آپ کی ذات بابرکت کے ساتھ استھزاء اور تمسخر کیا کرتے تھے۔ حضور ﷺ کے جتنے بیٹے ہوئے وہ سب آپ کی زندگی ہی میں وفات پا گئے تو عاص بن وائل نے کہا۔﴿ ان محمد ا ابتر لا یعیش له ولد ﴾"محمد تو ابتر ہے ان کا کوئی لڑکا زندہ ہی نہیں رہتا" ابتر دم کٹے کو کہتے ہیں۔ جس شخص کے آگے پیچھے کوئی نام لیوا نہ رہے گویا وہ شخص دم کٹا ہوا جانور ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ان شانئک ھو ابتر آپ کا دشمن ہی ابتر ہے آپ کے نام لیوا تو لاکھوں اور کروڑوں ہیں۔

---

[39] - صدیقی، یٰسین مظہر پروفیسر ڈاکٹر، عہد نبوی ﷺ کا نظام حکومت، 1/ 269

[40] - النحل:110

[41] - صدیقی، یٰسین مظہر پروفیسر ڈاکٹر، عہد نبوی ﷺ کی انتظامیہ، ص74

ہجرت کے ایک ماہ بعد کسی جانور نے عاص کے پیر پر کاٹا۔ جس سے پیر اس قدر پھولا کہ اونٹ کی گردن کے برابر ہو گیا۔ اس میں عاص کا خاتمہ ہوا"[42]

موضوع کی تائید میں قرآنیہ کا ذکر:

ڈاکٹر صدیقی سیرت نگاری اکثر و بیشتر اپنے موضوع کی تائید میں آیات قرآنیہ فصل کے دوران زکر کرتے ہیں۔۔ مثلاً ایک مقام پر خلوت و عزلت کی اہمیت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"حق جل شانہ' جس کسی کے ساتھ خاص رحمت کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس کے قلب میں خلوت و عزلت کا داعیہ پیدا فرمادیتے ہیں۔ چناچہ حق جل شانہ۔ اصحاب کہف کے قصہ میں ارشاد فرماتے ہیں۔

مثال نمبر1:

﴿ وَإِذِ اعْتَزَلْتُمُوهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ إِلاَّ اللَّهَ فَأْوُوا إِلَى الْكَهْفِ يَنشُرْ لَكُمْ رَبُّكُم مِّن رَّحمته وَيُهَيِّئْ لَكُم مِّنْ أَمْرِكُم مِّرْفَقًا ﴾[43]

اور جب تم ان کافروں سے، ان کے تمام معبودوں سے سوائے اللہ تعالیٰ کے الگ ہو جاؤ تو ایک غار میں جا کر ٹھکانہ بناؤ تا کہ اطمینان سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کر سکو۔ اللہ تعالیٰ تم پر اپنی رحمتیں برسائے گا اور ہر کام میں تمہارے لیے سہولت پیدا فرمائے گا"[44]

مثال نمبر2:

اسی طرح ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

"حضرت انبیاء اللہ علیہم الف صلوات اللہ کی یہ سنت ہے کہ جس طرح وہ خداوند ذوالملک والملکوت کے ایمان و تصدیق کی دعوت دیتے ہیں اسی طرح کفر اور شرک اور طاغوت کی تکذیب اور انکار کا بھی حکم دیتے ہیں۔ کما قال اللہ تعالیٰ:

﴿ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَ قَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ﴾[45]

---

[42] – صدیقی، یٰسین مظہر پروفیسر ڈاکٹر، محدثین کرام کی توقیت غزوات کا ایک تجزیہ، تحقیات 1997ء، ص14

[43] الکہف:14

[44] – صدیقی، یٰسین مظہر پروفیسر ڈاکٹر، عہد نبوی ﷺ کا مالی نظام،، ص107

[45] – النساء:60

یہ لوگ شیطان کے پاس اپنے مقدمات لے جانا چاہتے ہیں حالانکہ ان کو حکم دیا گیا ہے کہ شیطان کا کفر کریں یعنی اس کا حکم نہ مانیں"[46]

متعدد آیات کا اکٹھا ذکر:

سیرت نگاری میں ڈاکٹر یٰسین مظہر صدیقی کبھی ایک امر کی وضاحت کے لیے متعدد آیات ایک ہی جگہ بیان کر دیتے ہیں مثال کے طور پر محمد اور احمد نام کی لغوی و معنوی وضاحت اور عظمت بیان کرنے کے بعد متعدد آیات قرآنیہ سے ثابت کیا ہے کہ ہر کام کے اختتام پر اللہ تعالیٰ کی حمد مستحسن اور پسندیدہ ہے چنانچہ رقمطراز ہیں:

"کلمات الٰہیہ اور ارشادات نبویہ میں غور کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور ثناء ہر کام کے ختم کے بعد پسندیدہ اور مستحسن ہے۔"[47]

اس کے بعد درج ذیل آیات کریمہ کی ہیں جن میں حمد کا لفظ آیا ہے:

1- ﴿ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيلَ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴾ [48]

اس امر کی وضاحت کے لیے کہ معراج سے پہلے دو نمازیں فرض تھیں درج ذیل آیت دلیل کے طور پر ذکر کی ہیں:

1- ﴿ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَالْإِبْكَارِ ﴾[49]

1.1 اہل ایمان اور کفار کے بارے میں نازل ہونے والی آیات کا ذکر:

ڈاکٹر یٰسین مظہر صدیقی کسی خاص فرد (مومن یا کافر) کے بارے میں اگر کوئی آیت نازل ہوئی ہو تو اس کا ذکر بھی کرتے ہیں۔ اہل ایمان میں سے حضرت صہیب بن سنان، صدیق اکبر، کفار میں ابو جہل، ابولہب، امیہ بن خلف جمحی، ابی بن خلف، عقبہ بن ابی معیط، ولید بن مغیرہ، نضرہ بن الحارث، عاص بن وائل سہمی کے بارے میں نازل ہونے والی آیات کا حوالہ دیا ہے۔

---

[46] - صدیقی، یٰسین مظہر پروفیسر ڈاکٹر، عہد نبوی ﷺ کا مذہبی نظام 1986-1987ء تحقیقات اسلامی علی گڑھ، ص 81

[47] - صدیقی، یٰسین مظہر پروفیسر ڈاکٹر، بعثت سے قبل عصمت نبوی ﷺ ششماہی مجلہ جہات الاسلام، کلیہ علوم اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی لاہور، جلد ا، شمارہ 2، 2008ء، ص 42

[48] - الزمر: 78

[49] - المومن: 55

آیات کا پس منظر:

ڈاکٹر یٰسین مظہر صدیقی آیات قرآنیہ کے بیان میں عام طور پر ترجمہ پر اکتفا کرتے ہیں۔ البتہ آیات کا پس منظر پہلے بیان کر دیتے ہیں۔ تفصیل کے لیے کتب تفاسیر کی مراجعت کا مشورہ دیتے ہیں۔

احادیث طیبہ کے بیان میں ڈاکٹر یسین مظہر صدیقی کا اسلوب:

حضور نبی اکرم ﷺ کے اقوال، افعال اور حالات زندگی کا نام ہی سیرت ہے۔ کیونکہ سیرت نگاری کے اسالیب میں محدثانہ اسلوب کا مقام حاصل ہے اس لیے تمام ہی محدثین کو ہم سیرت نگار کہہ سکتے ہیں۔ بعد ازاں جتنے بھی سیرت نگار آئے انہوں نے حدیث طیبہ کو ہی سیرت کی بنیاد بنایا۔ اس لیے سیرت اصل میں احادیث ہی کا نام ہے اور احادیث طیبہ کے بغیر سیرت کا علم ناممکن ہے۔ دیگر سیرت نگاروں کی طرح مولانا کاندھلوی نے بھی سیرت نگاری میں کثرت سے احادیث طیبہ سے استفادہ کیا ہے۔ اور احادیث کی مختلف کتابوں سے احادیث کو واقعات سیرت کی شکل میں ترتیب دے دیا ہے۔ ذیل میں احادیث طیبہ کے بیان میں ڈاکٹر یٰسین مظہر صدیقی نے جو اسلوب اختیاری کیا ہے اس کا مختصر جائزہ لیا جارہا ہے۔

آخری راوی کے ذکر پر اکتفا:

ڈاکٹر یٰسین مظہر صدیقی احادیث طیبہ کے بیان میں عام طور پر سند کے آخری راوی (صحابی) اور مصدر کا حوالہ دیتے ہیں۔

مثال نمبر1:

غزوہ بدر میں حضرت جبرائیل کی آمد کے متعلق لکھتے ہیں:

"صحیح بخاری میں ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بدر کے لیے یہ ارشاد فرمایا:

﴿ہذا جبرئیل اخذبر اس فرسہ علیہ اداۃ الحرب﴾[50]

مثال نمبر2:

[50] - بخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح البخاری، حدیث نمبر1555، دارالسلام ریاض سعودیہ2006م

کفار مکہ نبی اکرم ﷺ کی دعوت و تبلیغ کے راستے میں طرح طرح کی رکاوٹیں کھڑی کرتے تھے۔ اس ضمن میں ڈاکٹر یسین مظہر صدیقی نے ایک سے زائد روایات نقل کی ہیں۔ معجم طبرانی سے روایت نقل کرتے ہوئے بھی ڈاکٹر یسین مظہر صدیقی نے آخری راوی (صحابی) کے نام پر اکتفا کیا ہے چنانچہ لکھتے ہیں:

"معجم طبرانی میں مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے۔ اے لوگو لا الہ الا اللہ کہو فلاح پاؤ گے مگر بعض بدنصیب تو آپ گالیاں دیتے تھے اور آپ پر تھوکتے اور بعض آپ پر خاک ڈالتے۔ اسی طرح دوپہر ہوگئی۔ اس وقت ایک لڑکی پانی لے کر آئی اور آپ کے چہرہ انور اور دست مبارک کو دھویا۔ میں نے دریافت کیا یہ کون ہے۔ لوگوں نے کہا یہ آپ کی صاحبزادی زینب ہیں۔"[51]

ڈاکٹر یٰسین مظہر صدیقی بعض اوقات صرف راوی کے نام پر اکتفا کرتے ہیں۔ مثلاً ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ کے فضائل و مناقب میں لکھتے ہیں:

"حضرت عائشہ صدیقہ راوی ہیں کہ ایک روز رسول ﷺ نے فرمایا:

"اے عائشہ یہ جبرئیل ہیں تم کو سلام کہتے ہیں۔ میں نے کہا: وعلیہ السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ دیکھتے ہیں اور میں نہیں دیکھتی"[52]

مثال نمبر 2:

"طارق بن عبد اللہ المحاربی سے مروی ہے کہ مین نے رسول اللہ ﷺ کو بازار ذی المجاز میں دیکھا کہ یہ فرماتے جاتے تھے کہ اے لوگو ﴿لا الہ الا اللہ﴾ کہو فلاح پاؤ گے اور ایک شخص آپ کے پیچھے پیچھے پتھر مارتا جاتا تھا جس سے جسم مبارک خوان آلودہ ہوگیا۔ اور ساتھ ساتھ کہتا جاتا تھا۔

﴿ یایھا الناس لا تطیعوہ فانہ کذاب﴾

اے لوگو اس کی بات نہ سننا یہ جھوٹا ہے"[53]

---

[51] – صدیقی، یٰسین مظہر پروفیسر ڈاکٹر، عہد نبوی ﷺ کی مسلم معیشت میں احوال غنیمت کا تناسب، تحقیقات اسلامی علی گڑھ، 1982ء، ص87

[52] – صدیقی، یٰسین مظہر پروفیسر ڈاکٹر، عہد نبوی ﷺ کی انتظامیہ، ص54

[53] – نسائی، احمد بن شعیب، سنن نسائی الصغری، دارالسلام للنشر والتوضیع، الطبعۃ الاولی 1420ھ / 1989م، الریاض۔ حدیث 151

حدیث کے ترجمہ پر اکتفا:

ڈاکٹر یٰسین مظہر صدیقی عام طور پر پوری حدیث عربی میں ذکر نہیں کرتے بلکہ ترجمہ پر اکتفا کرتے ہیں۔ البتہ حدیث مبارکہ کے جس حصے میں اہم بات پر زور دینا مقصود ہو تو اسے عرب میں ذکر کر دیتے ہیں اور اس کا ترجمہ بھی لکھ دیتے ہیں

مثال کے طور پر ایک مقام پر رقمطراز ہیں:

غزوہ خندق کے موقع پر جب قریش محاصرہ اٹھا کر واپس ہوئے تو آپ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا:

﴿ الان نغزوهم ولا يغزوننا نسير اليهم﴾[54]

تحقیق حدیث کا اہتمام:

ڈاکٹر یٰسین مظہر صدیقی بعض اوقات ایک حدیث مبارکہ روایت کرنے کے بعد آخر میں لکھتے ہیں کہ اس حدیث کو فلاں فلاں محدث نے اپنی کتاب میں نقل کیا ہے۔ مثال کے طور پر حضرت ابو بردہ بن ابی موسیٰ اشعری سے ایک روایت لکھنے کے بعد لکھتے ہیں:

﴿ رواه البخاری فی فرض الخمس واللباس و مسلم و ابو داؤد والترمذی وابن ماجه﴾[55]

مثال نمبر4

معجم طبرانی سے ایک روایت نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"بخاری نے اس حدیث کو مختصراً اسی سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔ یہ حدیث حارث بن حارث غامدی سے بھی مروی ہے اس میں اس قدر اور زیادہ ہے کہ آپ نے حضرت زینب سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ اے بیٹی تو اپنے باپ کے مغلوب اور ذلیل ہونے کا خوف مت کر﴿رواه البخاری فی تاريخه والطبرانی وابو نعيم﴾ ابو زرعہ دمشقی فرماتے ہیں۔ یہ حدیث صحیح ہے۔"[56]

---

[54] - بخاری ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح البخاری، حدیث نمبر 4755

[55] - بخاری ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح البخاری، حدیث نمبر 5454

[56] - صدیقی، یٰسین مظہر پروفیسر ڈاکٹر، عہد نبوی ﷺ کی ابتدائی مہمیں، لاہور 1984ء، ص25

روایات کے مابین تطبیق کا اہتمام:

ڈاکٹر یٰسین مظہر صدیقی بعض اوقات مختلف روایات جن میں بظاہر تعرض ہوتا ہے ان کے مابین تطبیق قائم کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر بدری صحابہ کی تعداد کے متعلق پہلے محدثین کے مختلف اقوال بیان کیے ہیں۔ اس ضمن میں تین روایات بیان کی ہیں:

1۔ مسند احمد، بزار اور معجم طبرانی میں ابن عباس سے منقول ہے کہ اہل بدر تین سو تیرہ تھے۔

2۔ ابو ایوب انصاری سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بدر کے لیے روانہ ہوئے تو کچھ دور چل کر اصحاب کو شمار کرنے کا حکم دیا۔ جب شمار کیے گئے تو تین سو چودہ تھے، آپ نے ارشاد فرمایا: پھر شمار کرو، دوبارہ شمار کر ہی رہے تھے کہ دور سے دبلے اونٹ پر ایک شخص سوار نظر آیا اس کو شامل کر کے تین سو پندرہ ہوئے۔

3 عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بدر کے ارادہ سے روانہ ہوئے تو تین سو پندرہ آدمی آپ ﷺ کے ہمراہ تھے۔

یہ تین بظاہر متعارض روایتیں ذکر کرنے کے بعد مولانا کاندھلویؒ ان میں تطبیق قائم کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"یہ تین روایتیں ہیں لیکن حقیقت میں سب متفق اور متحد ہیں اس لیے کہ اگر اس آخری شخص اور نبی اکرم ﷺ کو بھی شمار کیا جائے تو تین سو پندرہ تھے۔ اور اگر اس آخری شخص اور آپ کی ذات بابرکات علیہ افضل الصلوات والتحیات کو اصحاب کے ساتھ شمار نہ کیا جائے تو پھر تین سو تیرہ ہے۔ اس سفر میں کچھ صغیر السن یعنی کم عمر بچے بھی آپ ﷺ کے ہمراہ تھے۔ جیسے براء بن عاذب، عبد اللہ بن عمر، انس بن مالک، جابر بن عبد اللہ مگر ان کو قتال کی اجازت نہ تھی۔ اگر ان کم سن بچوں کو بھی بدریین میں شمار کر لیا جائے تو پھر تعداد تین سو انیس ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ صحیح مسلم میں حضرت عمر سے مروی ہے ہے کہ اہل بدر تین سو انیس تھے"[57]

---

[57] – صدیقی، یٰسین مظہر پروفیسر ڈاکٹر، تاریخ اسلامی کے عہد ساز موڑ (بعثت نبوی ﷺ پیغام الٰہی، تبلیغ و اشاعت اسلام کا تجزیہ)، نقوش 1990-199، ص24

احادیث کی صحت وضعف کا اہتمام:

محدثین کے طریقہ کی پیروی کرتے ہوئے احادیث طیبہ کو بیان کرنے کے بعد اسناد اور رواۃ پر گفتگو کرتے ہیں اور اس امر کا تعین کرتے ہیں کہ فلاں راوی ضعیف ہے یا ثقہ ہے اور فلاں حدیث حسن ہے یا صحیح ہے۔ مثال کے طور پر بخاری اور مسلم میں حضرت جابر سے مروی حدیث بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

"ابو لطفیل کی یہ روایت دلائل ابی نعیم، دلائل بیہقی اور مستدرک حاکم میں مذکور ہے۔ حاکم فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے۔"[58]

ایک دوسرے مقام پر شق صدر کے حوالے سے ابو ذرؓ کی روایت نقل کی ہے جو مسند بزار اور دارمی میں مذکور ہے اس کے متعلق لکھتے ہیں:

"علامہ زرقانی فرماتے ہیں کہ حدیث ابی ذر کے صحیح ہونے میں کوئی شک نہیں کیونکہ حافظ ضیاء الدین مقدسی نے مختارہ میں اس حدیث کو صحیح بتلایا ہے۔ اور علماء نے تصریح کی ہے کہ حافظ مقدسی کی تصحیح حاکم کی تصحیح سے زیادہ موثق و مستند ہے۔"[59]

صاحب سیرت نگاری نے جہاں کہیں احادیث کو عربی زبان میں لکھا ہے تو عبارت پر اعراب کا الزام نہیں کیا۔

نتیجۂ کلام:

ڈاکٹر یٰسین مظہر صدیقی نے جو سیرت پر کام کیا ہے وہ تحقیق و تعلیق سے لبریز اور جامعیت کا شاہکار ہے۔ سیرت طیبہ کے تمام متعلقات کو وہ محض واقعاتی یا سطحی نوعیت سے ہٹ کر گہرائی اور تجزیاتی پہلو سے دیکھتے ہیں۔ بنیادی مآخذ و مصادر کو مد نظر رکھتے ہوئے جدید ابحاث اور متنوع موضوعات کو سامنے لاتے ہیں۔ اسی طرح سیرت کے پہلوؤں کو سامنے رکھتے ہوئے سماجی ضروریات کو نہیں بھلاتے اور آنحضور ﷺ کے اندازِ رہن سہن کو دورِ جدید کے تناظر میں بیان کرتے ہیں۔ سیرت طیبہ کو بیان کرنے میں آیاتِ قرآنیہ سے استدلال، ان کے فوائد و نکات،

---

[58] -ایضا1/146

[59] -ایضا1/101

مسائل کا استنباط، شانِ نزول اور پس منظر بھی بیان کرتے ہیں۔ احادیث کے معاملات میں ڈاکٹر صاحب کا اسلوب یہ ہے کہ فقط حدیث کے ترجمہ اور آخری راوی پر اکتفا کرتے ہیں البتہ حدیث کی صحت و تحقیق ضرور درج کرتے ہیں۔

دوسری جانب ڈاکٹر حمید اللہ کے اسلوب میں تحقیق کے ساتھ ساتھ عشق مصطفی کا منظر بھی جابجا ملتا ہے۔ آپ کا اندازِ بیاں سادہ، اختصار مگر جامعیت سے بھرپور، طوالت سے دور، اور اردو قوانین و ضوابط کے مطابق رموز او قاف کی خوبصورتی دامن میں سمیٹے ہوئے ہوتا ہے۔ آپ سیرت کے جس پہلو پر گفتگو فرماتے ہیں اس سے متعلق خوبصورت اشعار کو بھی خاص جگہ دیتے ہیں۔ قدیم کتب سیرت کی اشاعت میں آپ کا کردار بہت واضح ہے مزید یہ کہ جیسے آپ نے صحیفہ ہمام بن منبہ کی تحقیق کی ہے وہ آپ ہی کا خاصہ ہے۔ قاری کی دلچسپی کو برقرار رکھنے، افہام و تفہیم کو آسان کرنے اور قاری کیلئے تحقیق کا تجسس پیدا کرنے کیلئے آپ جابجا سوالیہ انداز اپناتے ہیں۔ آپ کا اندازِ تحریر ادیبانہ چاشنی لیے ہوئے ہے۔ مزید یہ کہ آپ سیرت طیبہ کی دورِ حاضر میں اہمیت کو اجاگر کرنے کیلے اس بات کو جابجا دلائل سے بیان کرتے ہیں کہ سیرت طیبہ کا مطالعہ کیوں ضروری ہے۔

غرضیکہ دونوں شخصیات کا اپنا الگ الگ رنگ ہے اور دونوں نے اپنی تمام تر صلاحیتوں کو سیرت طیبہ اور علم دین کی سرفرازی کیلئے جیسے وقف کیا تھا وہ ان کا ہی خاصہ ہے۔